رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ THE ALFAZL QADIAN رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

قیمت فی پرچہ ۱؍

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ٭ انچارج - مہر محمد خان

نمبر ۹۴ | مورخہ ۴ ؍ جون ۱۹۲۳ء | مطابق ۱۸ ؍ شوال ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

یکم جون کے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے جماعت کو میدان ارتداد سے آنیوالی خوشخبری سنائی۔ اور جماعت کو مزید قربانی کیلئے آمادہ کیا۔ اور فرمایا کہ جن احباب نے اب تک زندگیاں وقف نہیں کیں۔ وہ وقف کریں۔ اور جن ذی استطاعت احباب نے سو سو روپیہ نہیں دیا وہ فوراً ادا کریں۔ بالخصوص زمیندار طبقہ کے احباب کو مخاطب فرمایا۔ اسی خطبہ میں اعلان فرمایا کہ ۳ ؍ جون کو اتوار کے دن سے حضور اپنے معمولی درس کا سلسلہ جاری فرمائینگے۔ خطبہ جمعہ اپنے وقت پر شایع ہو گا۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب تراب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان حسب الحکم سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ علاقہ ارتداد میں

نظم

دلِ مُسلم سے خطاب

اس نظم کے ابتدائی پانچ شعر جمعرات کی شام کو لکھے گئے اور باقی گیارہ اشعار یکم جون بعد نماز جمعہ۔ اسی دن مسجد مبارک میں سالار اہل حق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور عرض کیے گئے۔ اس نظم میں تین قافیے آنکھوں کے لئے نئے ہیں مگر کان ان کی درستگی اور طبیعت ان کی موزونیت کی شاہد ہے۔ گو اُردو کے اہل قواعد ان پر حرف گیری کریں مگر خاکسار ان کو درست خیال کرتا ہے۔ کیونکہ شعر سے اگر جذبۂ دل کا اظہار مقصود ہے تو وہ قافیہ کی تحریر معمولی نامناسب اور بے حاصل قیود کی پابندی کے بغیر نہایت احسن طریق پر ہو سکتا ہے۔ ورنہ قافیہ پیمائی کیلئے دل کے درد اور تراوش زخم جگر کی ضرورت نہیں۔

خاکسار مہر محمد خان احمدی۔

سنبھل سنبھل دلِ مُسلم سنبھل کہ کہیں
کنارِ غیب میں ممکن نہیں ترا مسکن

نہ چھوڑ پہلوئے مسلم کہ اس سے ہے آباد
جہانِ حسن و تعشق کی وادیٔ ایمن

اُجڑ چکا ہے دیارِ محبت و تسلیم
بکھر چکا ہے جہانِ رضا کا سب بندھن

اگر ہے سیر کی خواہش تو آ ادھر اور دیکھ
سوائے سینۂ مسلم ہے شب جہاں گلخن
لپٹ نہ دامن ہندو سے۔ اسکی زلفوں سے
جو یہ ہے دام عقوبت تو وہ سیہ ناگن
فدا ہو غیر پہ تو غیر کی یہ حالت ہے
کہ دیکھنا بھی گوارا نہیں تیرا "قطعاً"
یہ شوق اور یہ تعلق یہ والہی یہ جنوں
یہ جوش اور یہ خلوص اور یہ عاشقی کی لگن
ہے ان کا مرکز واحد خدا کی ذات وحید
جو غیر اس کا ہے سمجھو اسے فقط الجھن
تو جائے چھوڑ کے دامن خدا کی رحمت کا
دلا نہیں ہے یہ ممکن نہیں نہیں "ابداً"
ہے نار ایک طرف دوسری طرف ہے نور
ہے حسن ایک طرف دوسری طرف "ڈائن"
بتا بتا مجھے اے دل یہ بیقراری کیوں
یہ مانتا ہوں کہ ہے چند دن کی راہ کٹھن
عبث ہے دشمن اسلام کی نگاہ ادھر
کہ قلعہ گیر ہے فوج امام در ساندھن
خدا کے فضل سے وقت عروج آ پہنچا
جہیم کفر سے باہر نکل پڑا اکرن
انہیں خبر نہیں آتا ہے لشکر محمود
یہ کس خیال میں بیٹھے ہیں بتان بندرابن
جو بار پا نہ سکے وہ ہوئے قرار تو ہو
حضور شاہ میں تیرے لئے نہیں قدغن
شہاب! دل ہے ترا دیکھ عرش رب مجید
ہے لطف گر ہو وہی ذات پاک جلوہ فگن

جماعت احمدیہ قادیان اور فتنہ ارتداد

"فتنہ ارتداد کی شکست فاش"

یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا نظارہ شاندار

خاص تار بنام "وکیل"

جناب چودھری نذیر احمد خان صاحب وکیل بجے پور اپنے خاص تار میں حسب ذیل مژدہ سناتے ہیں:۔

(آگرہ ۳۰ر مئی) خدا تعالیٰ نے قادیانی مبلغین کی ساعی حسنہ میں برکت دی ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی کوششوں سے قصبہ جیلیگنج (جارلی گنج) کے تمام لوگ اور قصبہ اکران کے ۲۳ خاندان دوبارہ مشرف باسلام ہوگئے ہیں۔ فتنہ ارتداد کو اب تک ایسی زبردست شکست نہیں ہوئی"۔

"ماخوذ از وکیل ۲ر جون"۔ یہی تار ۲ر جون کے زمیندار میں "تحریک شدھی پر کاری ضرب" کی سرخی سے اور اسی تاریخ کے مسلم آوٹ لک میں بھی شایع ہوا ہے۔ اور یکم جون کو اسی خبر کا تار جمعہ کے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو بھی موصول ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ؂

اکرن کے نو مسلموں پر ہندو تھانیدار کا تشدد

ہم اس مذہبی مداخلت کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے

ہندوستان کے مسلم پریس کا متفقہ فرض

یکم جون کو جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح مسجد مبارک ہی میں تشریف فرما تھے۔ جناب چودھری فتح محمد خان صاحب سیال ایم اے امیر وفد المجاہدین قادیان متعینہ آگرہ کا حسب ذیل ارجنٹ تار موصول ہوا:۔

"آگرہ یکم جون۔ خلیفۃ المسیح قادیان۔ بٹالہ (ہندو) تھانیدار (چکسانہ بھرتپور) نے مخالفانہ رویہ اختیار کر لیا ہے۔ اور اکرن کے (نو مسلم) لوگوں کو دھمکایا جا رہا ہے۔ دعا فرمائیں۔ سیال"۔

یہ وہی تھانیدار صاحب ہیں جنہوں نے پہلے اکرن میں شدھی کی تحریک کی سرپرستی کی تھی۔ اور ہمارے قادیانی مبلغین کو اپنے علاقہ سے باہر نکل جانے کے لئے مجبور ... مگر ان اسلام کے خدام نے باوجود خوفناک دھمکیوں ... سختیوں کے ایک دم کیلئے بھی اس علاقہ کو نہیں چھوڑا ... اس کے متعلق ہماری جماعت کے ذی اثر اصحاب کے ... وفد نے دیوان ریاست بھرتپور سے ملاقات کی اور ... حالات سے کماحقہ آگاہ کیا۔ اور مذہبی مخالفت کے ... سے پیدا ہونے والے خطرات بھی بتائے۔ دیوان ریاست نے ... وفد کو تحریک شدھی سے ریاست کی بے تعلقی کا یقین ... اور آریہ اخبارات کے ان سراپا افترا بیانات کی تغلیط کی ... جن میں پنڈت کو ریاست کا پرو ہت بتاتے ہیں۔ وہ ... کا پروہت نہیں ہے۔ تھانیدار صاحب کے مداخلہ ... ایکشن لینے کا دیوان صاحب نے وعدہ فرمایا۔ مگر معلوم ... ہے کہ ہندو تھانیدار صاحب نے اپنے فرائض منصبی ... قطعاً بھلا کر مذہبی تعصب کا جامہ پہن لیا ہے۔ ... پہلے قادیانی مبلغین کو علاقہ سے نکالنے کے در پے ... جسمیں انہیں ناکامی ہوئی۔ تو اب جب وہ مرتد شدہ ... علاقہ اسلام میں واپس آگیا ہے۔ تو نئے سرے سے ... اس متعصب ہندو تھانیدار کے تعصب کی آگ بھڑک ... اٹھی ہے۔ اور وہ مبلغین اور کمزور نو مسلموں کو اپنے ... تعصب کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ ہم درخواست کرتے ... کہ تھانیدار صاحب اپنے رویہ کی اصلاح کر لیں۔ اور اپنے ... فرائض سے متجاوز نہ ہوں۔ یہ مذہبی معاملہ ہے۔ اور ریاست کے ... ذمہ دار اراکین کو بھی ایسے متعصب تھانیدار کو فوراً ... سے بدل دینا چاہیئے۔ ورنہ ہم لوگ جانی اور مالی ہر ... قسم کی تکلیف اور تشدد کو برداشت کرنے کے لئے تیار ... ہیں لیکن اس بات کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں کہ ہمارے مذہبی ... امور میں مداخلت کیجائے۔ اور ہمارے کمزور نو مسلم ... بھائیوں کو ظلم کی راہ سے اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا ... جائے۔ اسوقت ہندوستان کے تمام مسلم پریس کا متحدہ ... متفقہ فرض ہے۔ کہ اس خطرناک معاملہ کے متعلق زبردست ... صدائے احتجاج بلند کریں۔ ورنہ اگر اس نازک وقت ہماری ... طرف سے خاموشی اختیار کی گئی۔ اور اس علاقہ کے ... نو مسلم لوگوں کو ہندو افسروں وغیرہ کے مذہبی تعصب ...

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)
الفضل
قادیان دار الامن والامان - مورخہ ۴ جون ۱۹۲۳ء

ہندو عورتوں کے لئے پردہ میں بیٹھنا لازمی ہے

امرتسر کے ہندوؤں کا فیصلہ

خلاف ورزی کرنے والی عورت کے خاوند پر جرمانہ

۷ مئی کے الفضل میں ہم نے نہایت اخلاص اور ہمدردی سے ہندو قوم کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جب آپ لوگ دیکھتے ہیں کہ ان ہندو عورتوں کو جو بازاروں میں بے حجابانہ کھلے بندوں پھرتی ہیں۔ لوگ چھیڑتے ہیں۔ اور اسی کی وجہ سے فساد ہوتا ہے۔ تو کیوں آپ اپنی ان عورتوں کو اس بُرے اور لغو طریق سے نہیں روکتے۔ مرض کے نتائج سے ناراض ہیں۔ مگر علاج مرض پر توجہ نہیں۔ یہ کیا اندھیر ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ ہندو قوم نے عملاً ہماری اس آواز پر لبیک کہا۔ اور اس پر سختی سے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ گو زبانیں مقابلہ کے لئے ابا ور انکار پر مصر اور بضد ہیں۔ مگر قلوب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ ۱۱ مئی کے "کیسری" لاہور میں امرتسر کی ہندو قوم کا فیصلہ ان الفاظ میں شائع ہوا ہے

"یہ امر موجب مسرت ہے کہ امرتسر کے ہندوؤں کو زمانہ کی گردش نے کسی قدر بیدار کر دیا ہے۔ ہر ایک محلہ میں کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ جن سے اپنے علاقہ کی گلی کوچوں کی سب کمیٹیاں وابستہ ہیں۔ کیونکہ امرتسر میں طرح طرح کی شرارتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر بدمعاش مسلمان آتی جاتی ہندو عورتوں سے موقع پاکر چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ اب شہر کے ہر محلہ کی کمیٹی نے اپنے اپنے اجلاس میں ریزولیوشن کیا ہے کہ کوئی ہندو عورت بلاوجہ ضروری کام بازار میں نہ پھرے۔ اور اگر کہیں جانے کی ضرورت ہو۔ تو موٹا کپڑا مثلاً کھدر یا لٹھے کی چادر اوڑھ کر کسی معتبر آدمی کے ہمراہ بازار میں نکلے چنانچہ کئی ایک گلی کوچوں میں پکٹنگ بھی شروع ہو گئی ہے۔ اور خاص کر گلی کے پہرہ داروں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کوئی ہندو عورت جو باریک کپڑا یا دھوتی پہنے ہوئے ہو۔ اپنی گلی سے گذرنے نہ دویں۔ بھدر کالی کے میلے پر عورتوں کا جانا قطعی طور پر بند کیا گیا ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ورزی کرے گی۔ اس کے خاوند کو جرمانہ کرنے کا کئی ایک گلیوں کی کمیٹیوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔"

(کیسری - ۱۱ مئی ۱۹۲۳ء)

ہمارے مشورہ کے بعد اس اعلان کا شائع ہونا بتلاتا ہے کہ ہمارے مشورہ کو مفید سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہندو عورتوں کی بہترین صورت حفاظت خیال کیا گیا ہے۔ مگر حسب عادت اس اعلان میں "کیسری" کے نامہ نگار کی طرف سے مسلمانوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ ہندو عورتوں کو چھیڑتے ہیں۔ ہم اقوام میں بدمعاش اور شریر مردوں اور عورتوں کے وجود کے منکر نہیں۔ لیکن یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ بعض بد باطن ہندو اخبار نویسوں اور شریر اور مفسدہ پرداز ہندوؤں کا جھوٹا اور ناپاک الزام ہے۔ جو ہر جگہ ان کی طرف سے مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے۔ جس کی شریف الطبع اور واقعات سے آنکھیں بند نہ کر لینے والے ہندو قوم کے بزرگوں نے ہمیشہ تردید کی ہے۔ چنانچہ یہ نمایاں واقعہ ہے۔ کہ ہندو شرفا کو اُلّو بنا کر اپنی گرم بازاری کرنے والے ہندو اخباروں اور ان کے نامہ نگاروں نے ہر ایک جگہ کے ہندو مسلم فساد کی جڑ اور کنبہ ہندو عورت کا چھیڑنا ہی بتایا ہے۔ مگر علاوہ ذمہ وار مسلمانوں کی طرف سے ہمیشہ انکی تردید کئے جانے کے ہندو شرفاء بھی اس قسم کی افتراء پردازی کو مفسدانہ کوشش قرار دیکر عموماً اس کی تغلیط کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں دلّی میں کسی وجہ سے فساد ہوتے ہوتے رک گیا۔ اچھا ہوا۔ مگر ہندو عورتوں کو برسر بازار بدنام اور ذلیل کرانے والے ہندو اخبار کیسری اور عام نے اس فساد کی وجہ ہندو عورت کا "اغوا" بتلایا۔ اگر ۱۲ مئی کا اخبار عام ایک خبر اس عنوان سے شائع کرتا ہے کہ:-

"دہلی میں سنسنی۔ ایک نوجوان ہندو لڑکی کا جبراً اغوا" تو اسی خبر کو کیسری ان الفاظ میں شائع کر کے اس کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے:-

"ایک نوجوان ہندو لڑکی جو جمنا نہانے جا رہی تھی۔ ایک مسلمان دکیل نے زبردستی اغوا کر لیا۔ اور اسے جبراً اٹھا کر لے گیا۔ پولیس میں رپورٹ کرنے سے بھی اس کا کچھ انسداد نہ ہوا۔ کیونکہ دہلی کی پولیس کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔"

لاہور کے ہندو اخباروں نے تو بڑی شان کے ساتھ لکھ دیا کہ ایک ہندو عورت کو جمنا اشنان کے وقت مسلمانوں نے اغوا کر لیا۔ مگر دلی کا مقامی ہندوؤں کا زبردست حامی اور دشمن اسلام ہندو اخبار "تیج" جس کے سرپرست لالہ شردھانند ہیں۔ لاہوری ہندو اخباروں کے اس بیان کی تردید میں یہ اعلان شائع کرتا ہے:-

"دیرہ ہم کو سیٹھ جگومل دہلی نواسی خبر دیتے ہیں کہ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ ایسی جھوٹی خبروں کے شائع کرنے سے سوائے اس کے کہ ہندو مسلمانوں میں باہمی تفرقات کی خلیج زیادہ وسیع ہو جائے اور کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔" (وکیل ۱۷ مئی)

یہاں غور طلب سوال یہ ہے کہ دہلی میں ایک واقعہ ہوتا ہے۔ لاہور کے ہندو اخبارات اس کو "ہندو عورت" کے چھیڑنے کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر دلی کا ایک ہندو اخبار جو نہ صرف ہندو ہے۔ بلکہ موجودہ وقت میں اسلام اور مسلمانوں کے مٹانے کا ارادہ رکھنے والوں کا علم بردار ہے۔ لاہوری ہندو اخبارات کے بیانات کی تردید کرتا ہے۔ اور تردید بھی سنی سنائی بات کی بنا پر نہیں۔ بلکہ ایک ہندو سیٹھ کے بیان کی بنا پر۔ پس کیا یہ صورت واقعات لاہور کے فتنہ پرداز اور دشمن اسلام و اسلامیان ہندو اخبارات کی شرارت اور مفسدانہ پالیسی کے گند کو بالکل ننگا نہیں کر دیتی۔ اگر خدا ہندو پبلک کو سمجھ دے۔ تو وہ ان ہندو اخباروں کی شرارتوں سے سبق لیں۔ اور ان کے کہے کہائے طیش میں آکر اپنے ہمسایہ مسلمانوں پر سنگ باری کی عادت کو ترک کر دیں۔

(۲) ۲۳ مئی کے پرکاش اور ۱۷ مئی کے کیسری کا ہمارے مشورے کے متعلق یہ لکھنا کہ ہمیں "یہ مشورہ منظور نہیں" کیونکہ ہندو پردے کے قائل نہیں۔ تو ہم کہتے ہیں تو یہ تمہاری صرف زبانی جمع خرچ ہے۔ مانا کہ ہندو مذہب میں پردے کی تعلیم نہیں ہوگی اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ کیونکہ جو قوم محض اولاد کے لالچ میں اپنی عورتوں کو یہ اجازت دیتی ہو۔ اور اسے خوش ہوتی ہو کہ ان کی عورتیں ان کی نامردی اور خرابی صحت وغیرہ وغیرہ کی صورت میں ان کی بیوی کہلاتی ہوئی ان کے نام اور خاندان کو زندہ رکھنے کے لئے غیر مردوں سے ان کے لئے دس بچے پیدا کریں۔ اور گیارہ مردوں سے دس بچوں کی تعداد پورے ہونے تک نیوگ کے تعلقات رکھیں۔ پھر وہ کب پردے میں اپنی عورتوں کو بٹھانا پسند کرینگے۔ لیکن اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ہندو مذہب میں پردے کی تعلیم نہیں تو ہم کہتے ہیں یہ اس مذہب کے نقص کی دلیل ہے نہ کہ کمال کی۔ دیکھ لیجئے۔ منہ سے تو کہتے ہیں کہ پردے کی ضرورت نہیں۔ مگر اس زبانی انکار کے ساتھ یہ اعلان بھی مسرت و ابتہاج کے ساتھ شائع کئے جا رہے ہیں کہ امرتسر میں بازاروں میں باریک دھوتیاں باندھ کر اور مہین کرتیاں پہن کر پھرنے کی عادی ہندو عورتوں کو جبراً گھروں میں بند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس تمام پہرے داری اور روک بندی اور نظر بندی کے باوجود اپنی قدیم ہرزہ گردی کی عادت سے مجبور ہو کر اگر کوئی ہندو عورت بازار میں پھرتی نظر آئے تو ہندو کمیٹیوں نے قانون پاس کر دیا ہے۔ کہ ایسی عورت کے خاوند پر جرمانہ کریں۔ پس اگر پردے کی ضرورت نہ تھی۔ اور ہندو مذہب پردے کا قائل نہ تھا تو پھر اس سختی اور تشدد کی کیا ضرورت تھی۔ اگر کہا جائے۔ کہ امرتسر میں ضرورت ہے تو ہم کہتے ہیں۔ کہ یہ ضرورت ہر جگہ ہے۔ کیونکہ تم کہتے ہو۔ کہ ہر جگہ تمہاری عورتیں چھیڑی جاتی ہیں۔ اس لئے لازمی ہوا۔ کہ ہر جگہ تم اس پر عمل کرو۔ اور ہماری نصیحت مانو۔

یہ تو قدرتی بات ہے۔ کہ جو شخص اپنے مال و اسباب کو کھلے میدان میں پھینک دیگا۔ تو اس کو اپنے مال کے محفوظ رہنے سے مایوس ہو جانا چاہیئے۔ ہاں جو شخص اپنے مال کی حفاظت کریگا اس کو چرانے کے لئے عام لوگوں کو جرأت نہیں ہو سکتی۔

پس تمہیں چاہیئے کہ تم اپنی عزت کی متاع کی حفاظت کرو نہ کہ کھلے میدان میں بر سر عام پھینک دو۔ ہاں اگر تمہیں ہمارے مفید مشوروں کے خلاف ہی عمل کرنا ہے تو ہم تمہاری غیرت پر رو کر خاموش ہو رہینگے اور سمجھ لینگے۔ کہ آریہ لوگ اسی میں خوش ہیں۔ کہ اپنی عورتوں کو بازاروں میں کھلے بندوں پھرائیں اور پھر ان ناکردہ گناہ معصوم دیویوں کو بلا وجہ اور بے قصور محض اپنی شرارتوں کو بار آور کرنے کے لئے بدنام کرتے رہیں۔

سات کروڑ مسلمانوں کی شدھی کا سوال

مسلمانوں کو کیا بنایا جائیگا

مہاشہ شردھانند جی نے کہا ہے کہ سات کروڑ مسلمانوں کو اشدھ کرنا ان کے پیش نظر ہے۔ اگر وہ کر سکتے ہیں تو کریں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اشدھ کر کے بنائینگے کیا منو کی تقسیم اور دیانند کی تصدیق کے ساتھ ہندوؤں میں چار ورنیں مسلم ہیں۔ برہمن۔ کھشتری ویش اور شودر۔ پہلی تینوں ورنیں حملہ آور آریوں کی نسل سے ہیں۔ اور چوتھی ورن شودر ہندوستان کی اس نسل کی یادگار ہیں جو ہندو کی تیغ آتش ریز سے بچ رہی تھی۔ آخری ورن کے لوگوں میں سے وہ لوگ جو عقیدۃً ہندو بھی ہو گئے ہیں۔ ان کو ہندو لوگ اچھوت اور ذلیل ہی خیال کرتے ہیں اور ان کو ان متقدم الذکر ورنوں کا درجہ نہیں دیا جاتا۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو جب اشدھ کیا گیا۔ تو انکو کس ورن میں شمار کیا جائیگا۔ اول تو وہ آریہ حملہ آوروں میں سے نہیں ہیں کہ ان کو کوئی عزت دی جائے۔ اور اگر پنڈت دیانند جی کے خیال کو درست مانا جائے۔ تب بھی مسلمانوں کے لئے ہندو ہو کر کوئی عزت کا مقام نہیں سوائے اس کے کہ وہ شودر ہو کر ہندوؤں کے پیروں تلے روندے جائیں۔ اور پامال ہوں۔ بہرحال یہ ایک غور طلب سوال ہے۔ اگر مسلمانوں کو اشدھ کر کے غلام اور اچھوت ہی بنانا ہے۔ تو اشدھی کے حامیوں کے ناپاک ارادے قابل صد ہزار ملامت ہیں۔ ورنہ بتایا جائے کہ غیر اقوام میں سے اگر کوئی بدقسمت شخص ہندو مذہب میں داخل ہو۔ تو ویدوں اور صحیح ہندو مذہبی لٹریچر کی روشنی میں اس کا کیا درجہ تسلیم کیا گیا ہے۔

کیا ہندو دھرم کی یہی حقیقت اور خصنیت ہے۔ جس کو دنیا میں پھیلانے اور مکے اور مدینہ پر اوم کے جھنڈے لہرانے کے خواب دیکھے جا رہے ہیں۔ کیا وہ مذہب جس کی وسعت قلبی کا یہ عالم ہے کہ وہ غیر مذاہب کے ان لوگوں کو کوئی درجہ عزت دینے کے لئے تیار نہیں جو انہیں شامل ہوں بلکہ درجہ دینا تو الگ رہا۔ جن کو اپنے اندر شامل کرتے ہیں

ہر قوم کے معابد اسی قوم کے قبضہ میں رہنے چاہئیں

سکھوں کے گوردواروں پر ہندوؤں کا غاصبانہ قبضہ

ہندو قوم کا سکھوں پر کتنا ظلم ہے کہ گوردوارے جو سکھوں کے معابد گاہیں ان پر غاصبانہ طور سے قبضہ کئے بیٹھے ہیں۔ اور اگر سکھ درخواست کرتے ہیں تو ان کے قتل و غارت اور مقدمہ بازی اور سینہ زوری پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ گردواروں کے متعلق سکھوں کی جسقدر شکایات ہیں دراصل ان کا تعلق ہندوؤں سے ہے۔ کیونکہ جس قدر مہنت ہیں وہ سکھ اوراکالی نہیں۔ بلکہ سناتنی وغیرہ ہندو فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے اخبارات کو گوردواروں کے بارے میں سکھوں کے مطالبات سے کوئی ہمدردی نہیں۔ بلکہ جب ہندو کی آواز اٹھتی ہے۔ تو اس بارہ میں ہمیشہ سکھوں کی مخالفت ہوتی ہے۔ سکھ خدا کو ایک ماننے والے ہیں۔ اور شرک سے متنفر ہیں۔ وہ اپنے معابد کو شرک کے آثار سے پاک رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہندو ان کے اس پاک ارادے میں مزاحم ہوتے ہیں اور ان کے معابد کو بتخانہ رکھنے پر مصر ہیں اس بارے میں امرت سر کا سناتن دھرم پرچارک بہت جوش رکھتا ہے۔ علاوہ دیگر پرانے گردواروں کے جو ہندوؤں کے قبضہ میں چلے آتے ہیں نئے گوردواروں پر بھی چھاپہ مارتے اور سکھوں سے چھین کر اپنے قبضہ میں لانے کی سرتوڑ کوشش میں ہندو لوگ مصروف ہیں۔ چنانچہ علاقہ حضرو کے ہندوؤں کی زبردستی" کے عنوان سے اخبارات میں سکھوں کی طرف سے یہ پردرد داستان شائع ہوئی ہے۔

"سکھوں کی موجودہ آزمایش کے وقت مناسب تو یہ تھا۔ کہ حضرو کے ہندو بھائی ہم کو آسانی سے اس امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے مدد دیتے مگر افسوس ہے کہ بجائے مدد دینے کے ہماری مذہبی توہین کر کے صرف حکام سے ناجائز فائدہ ہی نہیں اٹھانا چاہتے۔ بلکہ اس علاقہ سے ہمارا نام و نشان مٹانے کی فکر میں ہیں۔ آہ۔ گوردواروں سے گرو گرنتھ صاحب اٹھا کر ان کی جگہ بت رکھ دئے گئے۔ اور ٹھاکر دوارے بنا دئے گئے ہیں غرضیکہ سکھوں کی مذہبی کتاب جاپ کر ان کی دل آزاری کی جارہی ہے اور ان کو گزدر سمجھ کر گوردواروں میں جا کر پوجا پاٹھ کرنے سے جبراً روکا جا رہا ہے۔

ایک سوامی جی ہمارے دین و دنیا کے آقا ست گوروؤں کو بڑی بدکلامی سے اپنے لیکچروں میں یاد کر کے ہندوؤں سے تحسین حاصل کر رہے ہیں۔ اور عہد لے رہے ہیں۔ کہ آج کے بعد جو سکھوں کے گورو گرنتھ صاحب کا درشن کرے گا۔ وہ گائے کے مانس کا درشن کرے گا۔ یہ پاپ اندھیری رات میں چھپکر نہیں۔ بلکہ دن دہاڑے کون کر رہا ہے۔ ایک سناتن سبھا راولپنڈی پشاور۔ ایبٹ آباد۔ کیمل پور حسن ابدال وغیرہ کے پریمی بڑے ٹھنڈے دل سے دیکھ رہے ہیں۔ کانگریس کمیٹیاں چپ ہیں۔ پنجاب کے اخبار نویس اپنے قلموں کو قلمدانوں میں رکھکر اس کے برے نتائج کو دیکھنے کے منتظر ہیں۔ کیا حضرو میں آگے ٹھاکر دواروں کی کمی ہے۔ کہ گوردواروں کو گرا کر ٹھاکر دوارے بنوانے کا اندھیر ہو رہا ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ غیر آباد ہیں۔ اگر کمی بھی ہو تو اس جگہ کی مالدار ہندو سوسائٹی ہزارہا روپیہ خرچ کر کے بنوا سکتی ہے۔ مگر اس طریقہ سے سکھوں اور ہندوؤں کو لڑانے والے یاروں کا مطلب حل نہیں ہوتا۔ اس لئے سناتن دھرم کی ترقی کا یہ نیا ہتھیار بنایا گیا ہے۔ ہم نے اس اندھیر کو روکنے کے واسطے لیکچروں اور چٹھیوں کے ذریعہ سے پنجاب کے لیڈروں کی خدمت میں عرضداشتیں کیں لیکن کوئی تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا۔ اس وجہ سے یہ آخری نسخہ یا داخباروں کے ذریعہ عوام کے کانوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ اس کے تباہ کن نتیجہ سے قومی اتحاد کو مضبوط دیکھنے کے خواہشمند لیڈر موقع پر آکر دیکھیں۔ اور مناسب سمجھکر ہندو بھائیوں کو روکیں۔ کہ شروع شروع میں ہی شعلہ نکلنے سے پہلے آگ ٹھنڈی ہو جائے۔ ورنہ تیر کمان سے نکلا ہوا ہاتھ نہیں آتا۔ میں اپنے حضرو کے ہندو بھائیوں سے مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ ترم خوشوں کے دم جھانسوں میں نہ آؤ۔ اور ہم سے نہ بگاڑو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ کی دی ہوئی گرہیں دانتوں سے کھولنی پڑیں (اس کی نقل "بندے ماترم" "پرتاپ" اور "کیسری" کو بھی بھیجدی ہے)۔

(وکیل ۳۰ مئی) (جگت سنگھ پردیسی حال مقیم حضرو)

کیا ہندو قوم کی حد سے بڑھی ہوئی عداوت اور بے پایاں خود غرضی اور ظالمانہ حرص اور دیگر مذاہب سے دشمنی کا یہ حالات مرقع نہیں۔ حالانکہ اگر انصاف نیت سے کام لیا جائے تو ہر ایک شخص کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ سکھوں کا حق ہے۔ کہ ہندو ان کے معابد کو ان کے حال پر چھوڑ دیں مگر امید نہیں کہ یہ قدیمی کینہ توز اور خود غرض قوم کسی مذہب کو بھی اس کے جائز حقوق سے فائدہ اٹھانے دے۔

النظر

موتیوں کا سرمہ پچھلے دنوں میری آنکھیں دکھتی تھیں۔ جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے اپنا تیار کردہ اور مجرب سرمہ مجھے عنایت فرمایا۔ کہ اسے استعمال کرو۔ گو شدت تکلیف کی دور ہونے کے بعد میں نے استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ مگر اس کے استعمال سے واقعی مجھے راحت محسوس ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ استعمال انشاءاللہ آنکھوں کی ہر قسم کی بیماریوں میں مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فی تولہ عہ صاحب ضرورت احباب مینجر نور قادیان سے طلب فرمائیں۔

ہندو چاہتے ہیں کہ مسلمان ہندوؤں کی خاطر جھوٹ بولیں

اور

اپنے بھائیوں کی گردنوں پر چھری پھیریں

"تم تو یہی کہو گے کہ مومن کافر ہو گئے"

جناب سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی۔اے وکیل جناب رانا فیروز الدین خان صاحب بی۔اے وکیل جناب چودہری افضل حق خانصاحب تارک الالقاب ممبر لیجسلیٹو اسمبلی علاقہ ارتداد میں گئے۔ اور تینوں نے ملکر ایک اعلان بعنوان "کون کہتا ہے کہ ملکانہ مسلمان نہیں" شائع کیا۔ جو ۲۳ مئی کے وکیل میں بھی درج ہے۔ یہ تینوں مسلمان ہیں ان کے دل میں مسلمانوں اور اپنے ہم قوموں کے ارتداد کا درد ہے۔ مگر آریہ اور ہندو کب گوارا کر سکتے ہیں کہ کوئی مسلمان ہندوؤں کی دوستی کا دم بھرتا ہوا کسی مسلمان کی ہمدردی میں کوئی کلمہ خیر کہے۔ ہندو چاہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو ہماری دوستی درکار ہے تو اپنے مذہب کے ایک ایک رکن سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ اگر ہندوؤں سے دوستی مطلوب ہے تو توحید پر ایمان کی بجائے ہندوانہ عقائد کو مانیں اپنے مذہبی تقاریب پر ہندوانہ رسوم بجا لائیں۔ اگر مسلمانوں اور ہندوؤں میں ناچاقی ہو تو باوجود مسلمانوں کو مظلوم اور مقتول دیکھنے کے اعلان یہی کریں۔ کہ مسلمان ظالم ہیں۔ مسلمان بدمعاش ہیں۔ اور اگر وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ہندو مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔ تب بھی مسلمانوں کا ہندوؤں کے نزدیک یہی فرض ہے کہ وہ اعلان کریں۔ کہ ہندو مہاشے بھیڑیں ہیں۔ اور بنارس کی گئوئیں ہیں۔ اور مسلمان ہندو کش ہیں۔ ظالم ہیں۔ ستمگر ہیں۔ اور اگر اس کے خلاف مسلمانوں سے کوئی فعل سرزد ہو تو ہندو اخبارات چیختے ہیں۔ کہ "مومن کافر ہو گئے"۔ (پرتاپ ۲۳ مئی ۱۹۲۳ء)

کیوں اس لیئے کہ انہوں نے ہندوؤں کی دوستی کا دم بھرتے ہوئے ہندوؤں کی سی کیوں نہیں کہی کیوں کہدیا کہ ملکانے مسلمان ہیں اور ان کو مرتد بنانے کے لیئے آریہ جھوٹ اور فریب سے کام لیتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ پنڈت مدن موہن مالوی و دیگر ہندوؤں کی شرارت کو چھپائیں۔ اور مسلمانوں کو ظالم ٹھرائیں۔ اور شدھی کے طوفان کی سرپرستی کریں تو وطن پرست پنڈت موتی لال نہرو شردھانند کو شدھی کے بارے میں ہمدردی کے خطوط لکھیں تو وطن کے فدائی اور مسٹر نائیڈو ممبر ہو کر مسلمانوں پر الزام لگائے تو اسپر اعتراض نہیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ہندوؤں کے سچے مظالم کی داستان بیان کرتا ہے۔ تو آریہ اخبار لکھتے ہیں کہ مومن کافر ہو گئے یعنی ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کلمہ حق کیوں کہنے لگے۔

ہندو مسلم اتحاد کیا ہوا۔ مسلمان ہندوؤں کے غلام ہو گئے۔ گویا مسلمانوں کی زبان ان کا قلم ان کا دل اور ان کا دماغ انکا ضمیر اور ان کا ارادہ سب کا سب ہندو دیوتاؤں کے ماتحت ہو گیا۔ پھر بھی ہندو دیوتا ان سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے۔ جب تک مسلمان اپنے ہاتھ سے اپنے بھائیوں کی گردنوں پر چھریاں نہ پھیر دیں +

الفضل کی ترقی اشاعت کا سوال نہایت اہم ہے۔

نیوگ ایک پاکیزہ رسم ہے

نیوگ کو ہر ایک انسانی فطرت کا مطالعہ کرنے والا شخص۔ انسانیت کش اور غیرت سوز اور حیوانی جذبات کی تشنگی کو سیراب کرنے کا آلہ خیال کرنے پر مجبور ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج وہ ہندو خواتین بھی جن پر نیوگ کے فعل کا اثر پڑتا ہے۔ اس کے خلاف سختی سے آواز بلند کر رہی ہیں۔ لیکن بتیس کروڑ دیوتاؤں کی پجاری یعنی پنڈت دیانند کی متبع اور ان کی [illegible] تعلیموں پر اندھا دھند عمل کرنے والی آریہ قوم بجائے ست کو قبول کرنے اور است کو تیاگنے کے بڑی ڈھٹائی سے کہتی ہے۔ کہ

"احمدی اخبارات اور احمدی مصنفوں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ ان کو حق اور باطل کا مادہ ہی عطا نہیں ہوا۔ "نیوگ ایک پاکیزہ رسم ہے"۔ جتنی احمدیوں کی رسم نکاح اور بدعت طلاق بھی نہیں ہے"

(آریہ گزٹ ۲۴ مئی)

ہمارا دیر سے مطالبہ ہے کہ اگر آریہ لوگوں کی فطرۃ نیوگ کی تعلیم پر مطمئن ہے۔ تو وہ ضرور کم از کم ایک مہینہ کے نیوگیوں اور نیوگنوں کی فہرست شائع کریں۔ اور اس کے مقابلہ میں ہم نکاحوں کی فہرست شائع کر سکتے ہیں یہ مطالبہ آجتک پورا نہیں ہوا۔ مگر چونکہ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی حقانیت کا عملی تجربہ آریہ سماج کو ہو چکا ہے۔ اور اسی لیئے وہ اس کو اپنی ایک پاکیزہ رسم بتاتے ہیں۔ امید ہے مہاشہ پنڈت یگندر پال شرما حال شیخ محمد عمر صاحب احمدی شرما کے اس اشتہار پر ضرور توجہ کی جائیگی۔ جو ہمعصر دعوۃ الاسلام دہلی میں بعنوان "فوراً ضرورت ہے"۔ شائع ہوا ہے۔ مہاشہ صاحب مطابق فرماتے ہیں کہ

"مجھے ضرورت ہے: چند ایسے آریہ مردوں اور عورتوں کے نام اور مفصل حالات کی جنہوں نے سوامی دیانند صاحب کے حکم مندرجہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے نیوگ کیا ہو۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی تشریح ہونی چاہیئے کہ سوامی جی نے نیوگ کی جو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے فلاں صورت

فلاں آریہ مرد یا عورت نے اختیار کی۔ اور اس کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ؂

اگر نیوگ سے پیدا شدہ بچوں کے فوٹو مہیا کئے جائینگے تو جو خرچ اس کے لئے ہوگا۔ شکریہ کے ساتھ پیش کر دیا جائے گا ؂

ممکن ہے اس مضمون کے متعلق واقفیت بہم پہنچانے والے اصحاب کو نیوگ کی ان تمام صورتوں کا علم نہ ہو جو سوامی دیانند صاحب نے بیان فرمائیں۔ اسلئے ان کا ذکر مختصراً ذیل میں درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں:۔

(۱) وہ نیوگ جو رنڈا مرد یا عورت اولاد نہ ہونے کی صورت میں کریں ؂

(۲) وہ نیوگ جو خاوند کی زندگی میں اس کے بوجہ بیماری اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہونے یا عورت کے اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہونے کی حالت میں مرد یا عورت نے کیا ہو ؂

(۳) خاوند کے غیر ملک میں چلے جانے کی وجہ سے شدھی شدہ عورت نے کیا ہو ؂

(۴) وہ نیوگ جو اپنی عورت کے بانجھ ہونے یا اولاد پیدا ہو کر مر جانے یا لڑکیاں پیدا ہونے یا عورت کے بدکلام بولنے کی وجہ سے مرد نے غیر عورت سے کیا ہو ؂

(۵) وہ نیوگ جو خاوند کے کسی قسم کی تکلیف دینے کی وجہ سے عورت نے اس سے ناراض ہو کر غیر مرد سے کیا ہو ؂

(۶) وہ نیوگ جو حاملہ عورت سے صحبت نہ کرنے کی وجہ سے مرد نے دائم المرض مرد کی عورت سے "رہا نہ جانے" کے باعث کیا ہو ؂

(۷) یہ سب صورتیں سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم کے صفحہ ۱۳۷ تا ۱۳۹ میں بیان فرمائی ہیں۔

آریہ صاحبان سے خاص طور پر گذارش ہے کہ اس بارے میں واقفیت بہم پہنچا کر شکریہ کا موقعہ دیں ؂

غریب ملکانوں پر شرمناک مظالم

یوں تو مہاشہ شردھانند وغیرہ بڑے زور سے اعلان کر چکے ہیں کہ ارتداد کے سلسلہ میں کوئی ایسی کارروائی نہیں ہو رہی۔ جو جبر اور ظلم سمجھی جاتی ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ایسے دیہات میں جہاں کا زیادہ حصہ مرتد ہو چکا ہے۔ بیچارے مسلمان راجپوتوں کا رہنا وبال جان ہو رہا ہے۔ کیونکہ آریوں کی امداد اور شہ پر مرتد لوگ نہایت شرمناک طریق سے ان کو تنگ کر رہے ہیں۔ چنانچہ موضع بلوٹھی ریاست بھرتپور کا جہاں کے تین گھر اشدھ نہیں ہوئے۔ تازہ واقعہ ہے کہ ایک شخص کی بھتیجی کو جبراً اغوا کر لیا گیا۔ ہمارے مبلغ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ جب میں اس شخص سے (جس کا کہ نام سنتھا ہے) گفتگو کرنے لگا۔ تو وہ بیچارہ رو پڑا۔ اور کہنے لگا کہ ہم پر آریہ بڑے ظلم و ستم کر رہے ہیں۔ چند دن ہوئے۔ میری بھتیجی جو شادی شدہ ہے۔ اور جس کا خاوند کلکتہ میں نوکر ہے اسے آریوں کے کہنے سے بعض شدھی شدہ لوگ اغوا کر کے لے گئے ؂

اس کے متعلق تھانہ میں اطلاع دینے کے لئے گئے مگر تھانہ والوں نے رپورٹ نہ لکھی۔ اور کہا کہ پہلے جو تمہارے نمبردار ہیں۔ ان کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ اور یہ بات اس لئے کہی گئی کہ نمبردار مرتد شدہ ہیں۔ اس تھانہ کا انچارج ایک ہندو ہے۔ جس کے متعلق پہلے بھی کئی شکایات ہو چکی ہیں۔ ابھی تک اس عورت کو اغوا کنندوں نے زبردستی اپنے قابو میں رکھا ہے۔ اس کے رشتہ داروں پر بار بار آریہ اپدیشکوں کی طرف سے زور دیا جا رہا ہے کہ ہندو ہو جاؤ۔ یہ کیسی شرمناک حرکت ہے۔ جو ایک راجپوت خاندان سے صرف اسلئے کی گئی ہے کہ وہ مرتد نہیں ہونا چاہتا۔ اور اس طرح تنگ کر کے اُسے مرتد بنانا منظور ہے۔ پھر اس شخص کو اس قدر دکھ دیا جا رہا ہے کہ اس کے لئے اپنے مال مویشی کو باہر پھرانا اور اپنا کاروبار کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ اسے ہر وقت اپنے گھر کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ احمدیہ دار التبلیغ میں آکر اس نے ایسے دردناک حالات سنائے ہیں کہ سنگدل انسان کو بھی سنکر اس پر رحم آجاتا ہے۔

اس بارے میں حکام ریاست سے ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ مسلمان راجپوتوں پر ان کے مرتد نہ ہونے کی وجہ سے اسی قسم کے ظلم ہونے دینگے۔ اور ان کا کوئی سدباب نہیں کرینگے۔

انہی ایام کا دوسرا واقعہ اکور ضلع متھرا کا ہے کہ وہاں کے مرتد نمبردار نے ایک مسلمان ملکانہ پر اس بہانہ سے مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ کہ اس نے اس کے لڑکے کو مارا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ آریہ چونکہ مقدمہ بازی کے ذریعہ مرتد نہ ہونے والوں کو خوف زدہ کر کے زیر اثر لانا چاہتے ہیں۔ اس لئے مدد دے رہے ہیں۔ اور غریب ملکانوں کو ارتداد پر مجبور کرنے کے لئے یہ طریق اختیار کر رہے ہیں۔ کیا یہی وہ پرامن اور جائز طریق ہیں جن کا مہاشہ شردھانند صاحب نے وعدہ کیا ہے

خاکسار:۔ فتح محمد سیال ایم اے
امیر احمدی وفد المجاہدین قادیان۔ ہینگ کی منڈی آگرہ۔

ہندوستان سے بدھ مذہب کا اخراج
اور گئو صفت دیوتا سروپ ہندوؤں کے مظالم
بدھوں کے سارناتھ کالج اور مندر کی تباہی

(از جناب چوہدری غنی محمد صاحب۔ بی اے۔ بی ٹی)

کون نہیں جانتا۔ کہ ہندوستان کا ایک فرزند مسمی ساکی منی گوتم جو بدھ مذہب کا بانی ہوا۔ جس نے برہمنوں کے ظالمانہ مذہب کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور یگیہ کی تباہ کن اور بُرا اسراف رسم کو آخر کار بند کر کے چھوڑا۔ وہ گوتم بدھ جس نے اپنے باپ کی راجدھانی چھوڑی۔ اور جنگلوں کی گھاس کو اپنا بستر بنایا

محلوں کے عیش و آرام کو خیرباد کہی۔ اپنے نفس کو ریاضتوں کا تختہ مشق بنایا۔ ہندوستان میں دست ظلم کو دراز ہونے سے ہٹایا۔ وہ گوتم جس نے ہندوستان سے باہر چین۔ جاپان۔ ترکستان اور سیام میں امن و امان کا ڈنکا بجایا۔ وہ بدھ جس کے ایک ادنیٰ چاکر شہنشاہ اشوک نے برہمنوں کو ہر طرح کا آرام دیا۔ اور اپنے ہم مذہب بزرگوں کے پہلو بہ پہلو بٹھایا۔ آہ! اس کے پیرووں پر انہی برہمنوں نے ظلم توڑے اور ستم ڈھائے۔ ان کو اپنے عزیز وطنوں سے جلاوطن کیا۔ ان کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ ان کے معبدوں کو مسمار کیا۔ ان کی مقدس کتابوں کو راکھ بنا کر ہوا میں اڑا دیا۔ ہندوؤں کے مذہبی تعصب تیرا برا ہو کہ تو نے ایک پرامن قوم کو اس کے جنم بھوم سے مٹا ڈالا۔ اور وہ ان کا دیس پردیس ہو گیا۔ اسی پر بس نہیں۔ بلکہ ہندو مذہب نے اپنے پیرووں کی تلوار کو بدھوں کی غریب اور مسکین قوم کو موت کے گھاٹ اتارنے میں استعمال کیا۔ بدھوں کا مایہ ناز کالج جو سارناتھ میں بنارس کے قریب واقع تھا۔ برہمنوں کے اشارے سے آگ کی نذر ہوا جس میں بدھ مذہب کے ڈیڑھ ہزار واعظ علماء اور فضلاء تعلیم و تدریس میں مصروف تھے۔ بنارس کے برہمنوں سے گوارا نہ ہو سکا کہ مخالف عقیدہ رکھنے والے بدھ کے پیرو ان کے پڑوس میں رہ سکیں۔ اور جب ایک مباحثے کے دوران میں برہمنوں کو بدھوں کے مقابلہ میں بنارس میں شکست ہوئی۔ تو انہوں نے عوام کو بھڑکا کر سارناتھ کے کالج پر حملہ کرا دیا۔ لوگوں نے کالج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اور اسکو آگ لگا کر اپنے دل کی آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اور کالج کے مکینوں کو آگ سے باہر نہ نکلنے دیا۔

جرنیل کننگھم صاحب جنہوں نے ۱۸۳۵-۶ء میں سارناتھ کے کھنڈروں کو کھدوایا تھا۔ لکھتے ہیں کہ بدھ مذہب کا زوال ہندوستان میں اسوقت ہوا جب دہلی۔ قنوج اور اجمیر میں ہندوؤں کو عروج حاصل ہوا۔ گیارھویں اور بارھویں صدی میں سرزمین ہند سے بدھوں کو نکال دیا گیا۔ اور سارناتھ کے کالج اور مندر کے کھنڈروں میں اب تک بھی آگ کے ڈھیر ایسے ملتے ہیں۔ جو کالج کے رہنے والوں کا پتہ دیتے ہیں۔

میجر کٹو صاحب جو ۱۸۵۱ء میں سارناتھ کے قرب و جوار میں آثار قدیمہ کی تلاش میں کھنڈرات کھدوا رہے تھے۔ لکھتے ہیں کہ ہندوؤں نے سارناتھ کے کالج کو پیٹ بھر کر لوٹا۔ اس کو آگ لگا دی۔ واعظ۔ مندر۔ بت اور کتب خانہ۔ غرضکہ کوئی چیز ان کی دست برد سے نہ بچ سکی۔ بعض جگہوں میں ہڈیاں۔ لوہا۔ لکڑی اور پتھر ڈھیروں ڈھیر ملتے ہیں۔ اور ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ اس قسم کے حادثے وقوع میں آچکے ہیں ٭

یہ دو تو گواہیاں ایسے لوگوں کی ہیں جو نہ بدھ مذہب کے پیرو تھے۔ اور نہ مسلمان تھے۔ آثار قدیمہ کی تلاش کے وقت جو شہادت ان کو ملی ہے۔ انہوں نے سپرد قلم کر دی۔ اور ہم نے ہدیہ ناظرین کر دی ٭

پس ہندو قوم سے یہ توقع رکھنا کہ وہ بس چلنے پر اپنے مخالفوں کو آرام سے بسنے دینگے۔ ناممکن ہے۔ ہندو غضب کی آگ کچھ دیر کے لئے ٹھنڈی پڑ جاوے تو پڑ جاوے۔ لیکن وہ کبھی بجھنے میں نہیں آتی۔ اور ہر بار مخالف کے وقت اپنے پڑوسیوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ اور تاریخ اسپر شاہد ہے ٭

دو عملی میں رہو

(دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را)

"کیسری" لاہور ۱۸ر مئی ۱۹۲۳ء میں ایک اعلان منجانب حضرت مولانا آزاد صاحب نکلا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد اکھڑ چکی یا ہل چکی ہے۔ یو۔پی اور پنجاب میں قوموں کی آشتی دن بدن اٹھ رہی ہے۔ اس کا اثر ہندوستان کے دوسرے صوبوں پر بھی ہو گا۔ اخبارات میں جو کشمکش اور چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے۔ وہ کم نہیں۔ سوراج کا بنیادی پتھر ہندو مسلم اتحاد ہے۔ اسے ہر صورت میں استوار بنانا چاہیئے۔ یو۔پی اور پنجاب میں جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے جو کچھ سنا ہے۔ اس سے یہ دردناک نتیجہ نکالتا ہوں۔

مولانا کے منہ اور قلم سے وہ الفاظ آخر نکلے جو واقعی پنجاب اور یو۔پی میں رہین معانی شکست ہندو مسلم اتحاد ہیں۔ واقعی یہ مختلف وجوہ ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد بری طرح ہل چکی ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہل رہی ہے۔ ع

شیے ماند شیے دیگر نمے ماند

"شری مہاتما گاندھی جی" کے منہ سے کسی وقت دوسرے الفاظ میں یہ نکلا تھا کہ ہنوز یہ اتحاد کمزور ہے۔ وہی بات اب مولانا صاحب کو بھی دہرانی پڑی۔ انہوں نے شروع ہی میں کہا تھا۔ مولانا نے عین منجدھار میں ٹھوکر

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

جن دو قوموں پر سوراج ملنے کا متفقہ مدار تھا اب ان میں بھی یوں چل پڑی ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ تو پھر سوراج ہو چکی۔ اب ایک قوم بائیس کروڑ ہے۔ جسے اپنے علم و فضل و اتفاق و دولت و مال پر ناز ہے۔ دوسری سات کروڑ ہے۔ جو اپنے اندرونی حلقوں میں بھی بوجوہ کمزور اور مختلف فیہ ہے۔ بایں حالات دونوں قوموں کو سوچ لینا چاہیئے کہ کیا ہونا چاہیئے۔ دو عملی میں دونوں کا نقصان ہے

یا وہ ایک دوسرے سے

بنا کر رہیں۔ اور یاران میں سے جو جتھہ اور زور میں کمزور ہے کسی تیسری قوم سے بنا کر رہے۔ کیونکہ اتحاد کا تو یوں جنازہ نکلنے کو ہے۔ اس صورت میں دونوں قومیں کاروباری زندگی میں زندگی کے دن سکھ اور چین سے گذار سکیں گی۔ کیونکہ وہ تیسری طاقت بوجہ حکومت رکھنے کے پہلے کی طرح ان سب قوموں میں ایک خوبی کے ساتھ موازنہ قائم رکھ سکتی ہے ٭

گلی کوچہ میں تم نے اشتہار عشق پھیلائے
کہ اڑ اڑ کر مرے مکتوب کے پرزے بکھرتے ہیں

(ایک)

مسلمانوں سے ہندوؤں کی نفرت کی نسبت کیسری کے ایڈیٹر صاحب کی سخن فہمی

۱۷ مئی کا کیسری لکھتا ہے۔ کہ

"ہندو لوگ مسلمان سے اگر چھو بھی جائیں۔ تاوقتیکہ اشنان نہ کرلیں اس وقت تک بھوجن نہیں کھا سکتے۔" ایسا کرنا گناہ ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ کیسری نے اس معاملہ میں اپنی قوم کے جذبات اور صحیح خیالات کی ترجمانی کی ہے کیونکہ واقعی ہندو مسلمانوں کو نہایت ناپاک نہایت گندا اور نہایت غلیظ یقین کرتے ہیں اور اس یقین کا عملی نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں سے چھوت چھات کرتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان ہندوؤں سے چھو بھی جائے تو واقعی وہ ہندو کھانا نہیں کھاتا جب تک غسل نہ کرلے اس صورت میں کیا الفضل نے یہ غلط کہا تھا کہ ہندو مسلمانوں کو سوروں اور کتوں سے بدتر خیال کرتے ہیں۔ یعنی جس طرح ایک مسلمان کے نزدیک سور اور کتا نہایت ناپاک جانور ہیں۔ اگر وہ مسلمان کے ہاتھ کو لگ جائیں تو مسلمان کو اپنا ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اسی طرح ہندو کو اگر مسلمان چھو جائیں۔ تو وہ غسل کرتے ہیں۔ گویا مسلمان کی نظر میں سور اور کتے کا جو درجہ ہے اس سے کہیں زیادہ ایک ہندو کے نزدیک مسلمانوں کا ہے۔ کیسری کے ایڈیٹر صاحب کی دانشمندی ملاحظہ ہو کہ ہمارے ۲۸ مئی کے لیڈر کے جواب میں لکھتے ہیں۔ کہ "ہندو سوروں کو ہرگز برا نہیں سمجھتے۔ اگر برا سمجھتے تو انہیں پالتے اور کھاتے کیوں لیکن کتوں کا ماس کوئی ہندو نہیں کھاتا۔ اگر بقول جناب الفضل ہندو مسلمانوں کو کتوں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ تو پھر بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ نہیں کھا جائینگے"۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی دانا ہندوؤں کے گئو کو ماتا کہنے سے سمجھے کہ ہندو گائے کے جنے ہوئے ہیں۔ اور نرگاؤ ہندوؤں کے باپ ہیں اور وہ گئو کے نطفے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کے بھارت ورش کو ماتا کہنے سے سمجھے کہ انکی پیدائش ہی خاص ہونے سے بھارت کو حمل ہوا اور نو مہینہ کی مدت کے بعد فلاں ہندو صاحب پیدا ہو گئے جیسے یہ دانائی ہے۔ ایسے ہی ایڈیٹر صاحب کیسری کی یہ دور کی کوڑی ہے کہ گویا ہم کہتے ہیں کہ ہندو چونکہ سور ہی کو کھاتے ہیں اس لئے وہ مسلمانوں کو بھی کھا جائینگے۔ ہم نے تو نہیں کہا جو کہہ دیا اسکو

چونکہ عالیہ صدر سے منظور فرمایا گیا ہے۔ کہ رقبہ ڈھک واقعہ تحصیل بھگواڑہ کو آباد اور مزروعہ کرایا جائے۔ اس میں سے کچھ حصہ کے حقوق ملکیت نیلام کئے جانے کی تجویز ہے۔ سردست ڈھکات بھگواڑہ سے ذیل کے قطعہ جات از قسم بنجر ممکن درجہ اول تعدادی ساہ گھماؤں

۱	۲	۳	۴	۵	۶	
ڈھک چک بریان	بٹیر ڈھنڈولی	بٹیر ڈھنڈولی (رقبہ معروف محمد حسین دا)	ڈھک نورنگ شاہ پور	ڈھک جاچوکی	ڈھک سنٹرہ راجپوتان	اس غرض
٢	٢	٣	٣	٠	١	
١١	١٢	١٨	٧	٨	١٤	

کے لئے منتخب کئے گئے ہیں۔

۱۔ یہ رقبہ بھگواڑہ خاص کے ارد گرد تھوڑے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ چونکہ رقبہ عرصہ سے زیر درختان ڈھک چلا آتا ہے۔ اس لئے پتوں کے کھاد پڑنے سے اعلیٰ حیثیت کا ہو گیا ہے۔ ویسے بھی ہموار ہے۔ جو اغراض کاشت اور نصب چاہات کے لئے نہایت موزوں ہے۔

۲۔ ٹکڑہ جات نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ کے حقوق ملکیت ۲۱ جیٹھ سمت ۱۹۸۰ مطابق ۳ جون ۱۹۲۳ء بروز یک شنبہ ۸ بجے صبح بمقام راولپنڈی (بھگواڑہ) اور قطعات نمبر ۴ نمبر ۵ نمبر ۶ ۲۲ جیٹھ مطابق ۴ جون ۱۹۲۳ء مقام کوٹھی بھگواڑہ ۸ بجے صبح نیلام کئے جائیں گے۔ مناسب قیمت پہونچنے پر نیلام اسی وقت ختم کر دیا جائیگا۔

۳۔ رقبہ بالعموم سات سات گھماؤں کے ٹکڑوں میں نیلام کے لئے تقسیم کیا گیا ہے۔ اسیطرح ٹکڑہ دار بولی ہوگی۔ اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ ٹکڑہ کی بولی دینی چاہیے۔ تو دیسکتا ہے۔

۴۔ مالگذاری تا میعاد بندوبست بشرح پرتہ بارانی مال ۶/ ۶ / ابواب ۸ ۱۰ / میزان ۷ ۴ / فی گھماؤں کے حساب سے لی جائیگی۔

۵۔ جس شخص کی بولی منظور کی جائیگی۔ اس سے زر چہارم فوراً خاتمہ بولی پر لیا جائیگا۔ اور بقیہ تین چہارم ایک ہفتہ کے اندر وصول ہوگا۔ اگر زر چہارم وصول ہو جائے۔ اور باقی تین چوتھائی میعاد کے اندر وصول نہ ہو۔ تو پیشگی زر چہارم ضبط ہو کر مکرر نیلام سے جسقدر کمی آئے۔ وہ اول بولی دھندہ کی ذات و جائداد سے وصول ہوگی۔ اگر زر تین چوتھائی بھی داخل نہ ہو تو مکرر نیلام سے جو کمی ہوگی وہ معہ زر چہارم اول بولی دہندہ کی جائداد سے وصول ہوگی۔

۶۔ دخل کل رقم کی وصولی پر کرایا جا کر داخل خارج ملکیت کرایا جائیگا۔

۷۔ کمیٹی کسی بولی کے منظور کرنے پر مجبور نہ ہوگی۔

۸۔ اس میں کسی رقبہ کی بولیاں بذریعہ درخواست صاحب آنریری سکرٹری کے پاس بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیز اگر مزید حالات دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو صاحب آنریری سکرٹری املاک کمیٹی سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

۳ جیٹھ سمت ۱۹۸۰

المشتہر سید عبدالمجید آنریری سکرٹری املاک کمیٹی ریاست کپورتھلہ

علاقہ ارتداد میں جانیوالے احمدی مجاہدین کی دوسری سہ ماہی کا پہلا وفد

مندرجہ ذیل چٹھی ان تمام احباب کو بھی جنکو ہمارے سیکرٹری ناظر ارتداد کی طرف سے بھیجی گئی ہے جن کے نام ذیل کی فہرست میں درج ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اس کے مطابق عمل کریں۔ (الفضل)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پیشتر اطلاع روانہ کی گئی ہے۔ کہ دوسری سہ ماہی میں جانے والے احباب ۲۰ جون کو آگرہ روانہ ہو جائیں۔ لیکن چونکہ جانے والے احباب کو طریق عمل جتلانا پڑتا ہے۔ اور بہت سی ہدایات کام کے متعلق دینی ہوتی ہیں۔ اس لئے تمام احباب کو چاہئے کہ وہ پندرہ جون تک قادیان آنے کی کوشش کریں۔ اور پانچ روز یہاں ٹھہر کر ۲۰ جون کو آگرہ روانہ ہوں۔ وہاں سے وہ اپنے اپنے کام کرنے کی جگہ پھر روانہ کر دئے جائیں گے۔ نئے جانیوالے مبلغین کے پہونچنے کے ایک ہفتہ بعد تک پہلے مبلغ ان کے پاس رہینگے۔ تاکہ آنے والوں کو کام کی طرز معلوم ہو جائے۔ اگر کوئی دوست کسی معذوری کی وجہ سے قادیان ۱۵ جون کو نہ پہنچ سکیں۔ تو براہ راست بیس جون کو آگرہ پہنچ جائیں۔ آگرہ میں ہمارے صدر دفتر کا پتہ یہ ہے۔

"احمدیہ دار التبلیغ ہینگ منڈی آگرہ"

آگرہ میں امیر المجاہدین ان کو بقیہ ضروری ہدایات دیں گے۔ فقط والسلام

خاکسار مرزا شریف احمد نائب ناظر انسداد ارتداد قادیان۔ ۲۸ مئی ۱۹۲۳ء

رجسٹر نمبر ۱۶۲ ناصر علی صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور

" نمبر ۱۶۵ بشیر احمد صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور

" نمبر ۱۶۶ عبد الاحد صاحب میڈیکل سکول امرتسر

" نمبر ۱۷۳ حاجی غلام احمد خاں صاحب راجپوت کریام ضلع جالندھر

" نمبر ۱۷۵ رنگ علی شاہ صاحب کریام ضلع جالندھر

" نمبر ۱۷۶ محمد علی خاں صاحب مدرس کریام " جالندھر

رجسٹر نمبر ۱۶۸ نواب خاں صاحب کریام ضلع جالندھر

" نمبر ۱۹۰ چودھری غلام قادر خاں صاحب بنگہ دعہ۔ جالندھر

" نمبر ۱۹۸ نور رنگ خاں صاحب لنگڑ دعہ۔ جالندھر

" نمبر ۲۰۲ محمد عبد العزیز خاں صاحب ایم ڈی میڈیکل سکول امرتسر

" نمبر ۲۰۶ چودھری خیر دخاں صاحب سکرٹری پھگلانہ ہوشیارپور

" نمبر ۲۰۷ شیر محمد صاحب سرشت پور۔ ہوشیارپور

" نمبر ۲۰۹ رشید احمد صاحب قریشی احمدیہ ہوسٹل لاہور

" نمبر ۲۲۶ لال دین صاحب متعلم میڈیکل کالج لاہور

" نمبر ۲۲۸ مخدوم محمد ایوب صاحب بی۔ اے ایل ایل بی کلاس لاہور

" نمبر ۲۳۲ محمد حق نواز خاں صاحب پیر دلی دروازہ نولکھا لاہور

" نمبر ۲۹۶ عطاء اللہ صاحب میڈیکل کالج لاہور

" نمبر ۳۰۶ محمد ابراہیم صاحب جی۔ اے۔ وی کلاس اسلامیہ کالج لاہور

" نمبر ۳۰۵ محمد یعقوب صاحب بٹالوی ولد شیخ عبد الرشید صاحب فرسٹ ایر کلاس میڈیکل کالج لاہور

" نمبر ۲۶۶ حاجی نبی بخش صاحب کریام جالندھر

" نمبر ۲۶۳ عبد الرحمن خاں صاحب راجپوت سڑ دعہ ہوشیارپور

" نمبر ۲۶۴ محمد علی خاں صاحب سڑ دعہ

" نمبر ۲۶۵ بھمبو خاں صاحب ولد غلام حسین صاحب سڑ دعہ

" نمبر ۲۸۰ جھجو خاں صاحب قائم مقام پٹواری سڑ دعہ

" نمبر ۲۸۱ عبد المجید احمد صاحب راہوں ضلع جالندھر

" نمبر ۲۹۰ جمال الدین صاحب ولد غلام علی کرم پور انجمن احمدیہ شرف پور۔ شیخوپورہ۔

" نمبر ۲۹۱ کرم دین صاحب کرم پور انجمن احمدیہ شرف پور شیخوپورہ

" نمبر ۳۳۹ میاں محمد عبد الرحمن صاحب قادری کھراجی محرر چودھری احمد دین صاحب وکیل گجرات

" نمبر ۳۳۹ مفتی گلزار محمد صاحب پنشنر سب پوسٹماسٹر محلہ مفتیان۔ بٹالہ

" نمبر ۳۴۵ عبد العزیز صاحب احمدی عالم پور۔ ہوشیارپور

" نمبر ۳۹۲ حاجی رحمۃ اللہ صاحب راہوں جالندھر

رجسٹر نمبر ۲۳۴ کرم دین صاحب احمدی ملک وال چک نمبر ۳۳ جنوبی ڈاکخانہ سرگودھا بندوبست شاہپور

" نمبر ۲۳۹ حق نواز خاں صاحب بی۔ اے سٹوڈنٹ احاطہ شیخ چراغ الدین صاحب لاہور

" نمبر ۲۴۱ مخدوم نذیر احمد صاحب طالب علم زراعتی کالج لائل پور۔

" نمبر ۲۴۱ محمد عطاء اللہ صاحب ولد اکبر علی صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے روہڑی سندھ

" نمبر ۲۴۶ عبد الرحیم صاحب سوداگر پنجابی معرفت لالہ سندر لعل صاحب جے پور

" نمبر ۲۱۴ مستری اسمٰعیل صاحب کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

" نمبر ۲۱۵ فوجدار خاں صاحب کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

" نمبر ۲۱۶ فیروز خاں صاحب کاٹھ گڑھ ہوشیارپور

" نمبر ۲۱۷ محمد علی خاں صاحب کاٹھ گڑھ ہوشیارپور

" نمبر ۲۵۸ محمد ثناء اللہ صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ اکھنور جموں

" نمبر ۲۰۷ غلام غوث صاحب پھگلانہ ہوشیارپور

" نمبر ۳۸۴ شیخ فضل حق صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بٹالہ

" نمبر ۴۹۹ ماسٹر ولی محمد صاحب ورزش ماسٹر سکول رعیہ۔ تحصیل نارووال۔ سیالکوٹ

" نمبر ۲۵۷ مرزا تقی بیگ صاحب چٹھی رساں سامانہ ریاست پٹیالہ

" نمبر ۳۴۴ مولوی محمد احمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر کپورتھلہ

" نمبر ۴۵۱ مولوی عبد الکریم صاحب ولد مستری فضل کریم صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان

" نمبر ۵۳۸ غلام مصطفےٰ صاحب تھرڈ ایر کلاس میڈیکل سکول امرتسر

" نمبر ۶۳۱ ملک عطاء محمد صاحب دولمیال۔ ضلع گجرات

" نمبر ۶۳۰ منشی محمد خاں صاحب دولمیاں ضلع گجرات

ہندوستان کی خبریں

مرکزی خلافت کمیٹی ۲۰ رمئی کے تار سے معلوم ہوتا ہے کہ سیٹھ چھوٹانی صاحب نے مرکزی خلافت کمیٹی کی صدارت سے استعفا دیدیا۔ اور خلافت کمیٹی کا سوا سولہ لاکھ روپیہ ادا کرنے کے لئے اپنی دو ملوں کے فروخت کردینے کا اعلان کیا ہے۔ حیرت ہے اگر روپیہ خلافت کا بمد امانت محفوظ تھا۔ تو اس کی ادائگی کے لئے ملوں کی فروخت کی کیوں نوبت پہنچی۔ مزید حالات کا انتظار ہے مسلمان سمجھیں اور اپنے بیت المال کا انتظام مضبوط کریں کانپور کی مسجد کے روپیہ کا بھی ہنوز تصفیہ نہیں ہوا۔

بابا اٹل امرتسر سے مورتیاں اٹھادی گئیں شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اس خبر کی تصدیق کی ہے۔ کہ بابا صاحب کی حدود میں سے مورتیاں اٹھادی گئی ہیں۔ اس سے پہلے دربار صاحب کے احاطہ سے ایک مندر کا صفایا ہو چکا ہے۔ کیسری ۲ رجون ایک طرف تو ہندوؤں کا خیر خواہ بنتا ہے اور ان کو اکسا اکسا کر دنگا فساد کراتا رہتا ہے۔ اور دوسری طرف مورتی شکنی سے اس کا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور یوں ہی ہونا چاہیئے۔ مگر منافقت کی کیا ضرورت ہے کھلے کھلے الفاظ میں اپنے جذبات کو ظاہر کردے

عدم تعاون کی تحریک قریب المرگ کیسری ۲ رجون میں چھپا ہے داس پارٹی نے کانگرس کمیٹی کو دھمکا کر اپنا اپنا مقصد حاصل کرلیا۔ اور ڈاکٹر ستیہ پال بھی ایک مضمون میں اقرار کرتے ہیں کہ اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ اس سے عدم تعاون کی تحریک کے قریب المرگ ہو جانے میں۔ کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ ؎

چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

الفضل میں تار

تمام احباب کو اطلاع ہو۔ کہ الفضل کو محکمہ ٹیلیگراف میں رجسٹرڈ کرالیا گیا ہے۔ اب اس کے نام اخباری تار نہایت ارزاں شرح پر آسکتے ہیں۔ یعنی ۴۰ الفاظ صرف ۸ ر میں اور اس سے زیادہ ہر آٹھ لفظ پر ایک آنہ پس دوستوں کو چاہیئے کہ وہ کسی مناظرے یا جلسے یا مقامی حالات سے اطلاع دینا چاہیں۔ یا کوئی تحریک کرنی ہو یا اور کوئی اخباری بات تو بذریعہ تار الفضل میں بھیجا کریں۔ خصوصاً دور کے دوست ریلوے سٹیشن بٹالہ ہے۔ اور پتہ الفضل قادیان براہ بٹالہ ریلوے سٹیشن چاہیئے۔ الفضل کی آخری کاپی ہفتہ ۵ بجے اور جمعرات کو شائع ہونے والے الفضل کی آخری کاپی منگل ۵ بجے مطبع میں جاتی ہے۔ بٹالہ سے تار بذریعہ ڈاک دوسری صبح کو ۱۰ بجے پہنچتا ہے۔ اگر قلی کا خرچ دیا جائے تو بٹالہ سے مزدور آتا ہے۔ دارالتبلیغ آگرہ کے لئے بھی سہولت ہوگئی ہے۔ مینیجر الفضل

غیر ممالک کی خبریں

انگلستان میں انقلاب وزارت مسٹر بونر لا برطانیہ کی وزارت عظمٰی سے مستعفی ہوگئے۔ اور ان کی بجائے مسٹر بالڈون وزیر اعظم مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کے تقرر کو عام طور پر پسندیدگی اور اطمینان کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور مسٹر بونر لا کی وزارت کے تمام ممبران نئی وزارت میں قائم رکھے گئے ہیں۔

وزارت فرانس کا استعفا فرانس کی وزارت کے صدر اعظم موسیو۔ ایم پوئنکارے نے اس وجہ سے استعفا دیدیا ہے کہ سینٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اسے سینٹ پر مقدمہ چلانے کا اختیار نہیں۔

ایران میں سخت زلزلہ بوشہر پاؤنیر کا خاص تار آج چار بجے صبح کو تربت حیدری (جنوبی ایران) میں نہایت ہی شدید زلزلہ آیا۔ بہت سی عمارتیں مسمار ہوگئیں۔ اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ یہ مقام شہر سے اسی میل جنوب ومغرب میں واقع ہے۔

برطانیہ اور حجاز کے درمیان جدید معاہدہ لنڈن۔ ۲۶ رمئی۔ ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ اور حجاز کے مجوزہ عہد نامہ کے مسودہ پر فریقین نے اسماً اپنے دستخط بنادئے ہیں۔ ڈاکٹر ناجی نزجی حجاز گورنمنٹ کے قائم مقام ہیں۔ مکہ معظمہ سے لنڈن آرہے ہیں۔ تاکہ وہ یہاں پہنچکر اس عہد نامہ پر دستخط کریں۔ اس میں عرب کی آزادی و خود مختاری تسلیم کی گئی ہے۔ اور اس امر کا عہد کیا گیا ہے۔ کہ برطانیہ اور عربوں کے درمیان ہمیشہ صلح و دوستی رہیگی۔ دو فریق اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ وہ کسی تیسرے فریق سے ہرگز کوئی ایسا معاہدہ نہیں کرینگے۔ جس سے دوسرے فریق کو نقصان پہنچتا ہو۔ اس معاہدہ سے دیگر عرب حکومتوں کیساتھ دیگر دول کے تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس معاہدہ میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ فلسطین عربی علاقہ میں ہے۔ لیکن اس وقت وہاں جو طریق حکومت قائم ہے۔ اس میں اس عہد نامہ کے ماتحت کسی قسم کی ترمیم نہیں کیجا سکتی۔ سرحدی خطوط کے تعین کے لئے دوستانہ گفت وشنید سے تصفیہ کیا جائیگا۔ ہر فریق کا قائم مقام دوسرے فریق کے دارالحکومت میں رہا کرے گا۔

اس عہد نامہ میں حاجیوں کے حقوق اور ان کے آرام وآسائش کے انتظامات کا بھی ذکر ہے۔

جدید برطانوی وزارت کی خارجہ پالیسی لنڈن۔ ۲۷ رمئی۔ اخبار آبزرور رقمطراز ہے کہ برطانیہ کی خارجہ پالیسی متعلق روہر، روس اور مشرق قریبہ پر مسٹر بالڈون غور وخوض کر رہے ہیں۔ وہ موجودہ پالیسی میں از سرتاپا تبدیلی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا ارادہ یہ ہے کہ فوراً علاقہ روہر کے فرانسیسی تخلیہ اور مسئلہ تاوان کا کوئی معقول تصفیہ کرائیں۔ برطانیہ کے سفارتی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انگلستان اور فرانس کے درمیان ایک فوجی معاہدہ ہو جائیگا۔ اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے۔ کہ مسٹر آسٹن چیمبرلین نے لنڈن واپس آکر بہت دیر تک تخلیہ میں مسٹر بالڈون سے ملاقات کی۔